بالمعروف ایک حصہ ہے (۷) نہی عن المنکر ایک حصہ ہے اور جہاد فی سبیل اللہ ایک حصہ ہے۔ جس کے پاس اس میں کا ایک حصہ بھی نہ ہو وہ بالکل محروم و نامراد (اور اسلام سے تہی دامن ہے) یہ چند حدیثیں جو نقل کی گئیں ارکان اسلام کی تعیین وتبیین میں بہت واضح ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی حدیثیں موجود ہیں جن سے بعض دیگر اعمال کی اہمیت اور رکن اسلام ہونے کا ثبوت ہوتا ہے اور ان امور کا اسلام کے ساتھ گہرا تعلق ثابت ہوتا ہے بالخصوص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حقیقت میں ایک جہاد اکبر ہے جو ہر فرد مسلم پر حسب قدرت وطاقت ولیاقت واہلیت فرض اور ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک روایت اس کی موید اس طرح پر مروی ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایھا الناس مروا بالمعروف وانھوا عن المنکر قبل ان تدعوا اللہ فلا یستجیب لکم وقبل ان تستغفروہ فلا یغفر لکم ان الامر بالمعروف والنھی عن المنکر لا یدفع رزقا ولا یقرب اجلا الحدیث رواہ الاصبھانی (ترغیب ترہیب) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! نیک کام کا حکم کرتے رہو اور برے کام سے منع کرتے رہو اس سے پہلے پہلے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور وہ تمہاری دعا کو قبول نہ فرمائے اور تم اس سے بخشش طلب کرو اور وہ تمہاری مغفرت نہ کرے بیشک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کسی رزق کو (جو اللہ کی طرف سے مقدر ہو چکا ہے) بند نہیں کر سکتے اور نہ موت کو قریب کر سکتے ہیں۔ میری اس مختصر تحریر سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ میرے نزدیک ارکان اسلام پانچ سے زائد ہیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اسلام میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بڑی اہمیت ہے اور اسی اہمیت کی بنا پر فرائض کے ساتھ اس کا ذکر ہوا ہے۔ نیز یہ کہ آجکل بہت لوگ نماز، روزہ اور حج وغیرہ ارکانِ اسلام کی کچھ وقعت ومنزلت نہیں کرتے اور نہ سمجھتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو متنبہ اور آگاہ ہونا چاہیے کہ ان امور کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بغیر اپنے آپ کو داخل اسلام سمجھنا بہت سخت دھوکے میں واقع ہونا ہے لہذا ایسی صریح غلطی سے بہت جلد خبردار ہونا اور باز آنا چاہیے۔ وما علینا الا البلاغ ۔

فریضۂ تبلیغ اور اسوۂ انبیا علیہم السلام

(از مولوی ابو شحمہ خاں متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

حضرات! دعوت الی الحق ہر مسلم شخص پر فرض ہے اس فریضہ کی ادائیگی میں خواہ کیسی ہی مصیبت کا سامنا ہو کتنی ہی سخت بندشیں عائد ہوں قلم اور زبان تقریر کے روکنے کیلئے مشکل سے مشکل قانون بنائے گئے ہوں لیکن بایں ہمہ اظہار حق میں کبھی پس وپیش نہ کرنا چاہیے اور اگر خاموش بیٹھ رہا تو یہ شخص عند اللہ بڑا ہی مجرم ٹھہرایا جائیگا۔ علانیہ طور سے بیان کر دینا چاہیے کہ اس گمراہی کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ مسلم شریف کی مشہور حدیث ہے من رای

منکم منکرا فلیغیرہ بیدہٖ فان لم یستطع فبلسانہٖ فان لم یستطع فبقلبہٖ وذلک اضعف الایمان یعنی تم میں سے جو شخص کسی ناجائز بات کو دیکھے اس کو ہاتھ سے بدل دے۔ اور اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کردے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل ہی میں ناپسند کرے لیکن یہ بہت ہی کمزور ایمان والا ہے۔ یہ حدیث غالباً بارہا پڑھی اور سنی گئی ہوگی اس حدیث کے سمجھنے میں اسوۂ انبیاء سے مدد لو اسوۂ ابراہیمی پر ایک بسوط نظر ڈالو۔ اسوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو حالات نوح علیہ السلام کا مطالعہ کرو۔ یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ قانون الٰہی کے خلاف جہاں کوئی چیز نظر سے گذرے۔ منشا احکام خداوندی کے خلاف کوئی برائی دیکھے تو معاً ہر شخص پر لازم اور فرض ہے کہ اسے اپنی قوت بازو سے دفع کرنے اور مٹانے کی کوشش کرے یہ صفت حقیقی ایمانداروں کی ہوگی اور اگر کسی شخص میں یہ طاقت نہیں تو وہ زبان سے برا کہے اور اس کے خلاف زبان سے بآواز بلند احتجاج اور پروٹسٹ کرتا رہے اور جس شخص سے یہ بھی نہ ہوسکے وہ کم از کم اتنا تو کرے کہ اس کے خلاف اپنے دل میں ہمیشہ غیض وغضب کی آگ سلگاتا رہے لیکن یہ ایمان کی آخری کڑی ہے اور نہایت ہی ادنیٰ اور کمزور درجہ ہے اور جو طبیعتیں ان سے بالکل ہی عاری ہوں یعنی ان کو کسی برائی کا احساس بھی نہ ہو تو یقین کر لینا چاہئے کہ ایمان سے ایسے لوگوں کو بالکل سروکار نہیں۔

مسلمانو آج باوجودیکہ بہتیری تبلیغی انجمنیں ہم میں موجود ہیں لیکن پھر بھی وہ ہمیں کوئی نفع نہیں پہنچا رہی ہیں اسلئے ضرورت ہے کہ ہم انبیاء کے طریق دعوت اور سلسلہ تبلیغ کو زندہ کریں اور ہماری تبلیغیں بطریقہ اسلاف ہوں۔ یورپ کی تقلید میں محض بڑے بڑے قواعد وضوابط منضبط کرکے شائع کرنے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی گذشتہ شان پھر اپنے اندر پیدا کریں جبکہ ہر مسلمان بجائے خود ایک انجمن اور ہر عالم ایک کانفرنس تھا کیا یہ واقعہ نہیں کہ ایک عرب تاجر مال تجارت لیکر سماٹرا میں جاتا ہے اور وہاں سے ایک پوری مشن کا کام انجام دیکر لوٹتا ہے جس وقت اسلام وادی حجاز میں ظاہر ہوتا ہے اس وقت کتنے لوگ تھے جو اسلام کے بہی خواہ رہتے ہوں کیا چند دنوں میں چین وجاپان اور ہندو سماٹرا میں اس کے لاکھوں پرستار نہیں ہوگئے؟ یہ کس انجمن کی برکت تھی۔ **اصول تبلیغ** دعوت الی الحق کی ابتدا اپنے خاندان سے کرنی چاہیے اور پہلے اپنی پوزیشن کو صاف ستھری کرکے لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہیے تاکہ عام پبلک کو حرف زنی کا موقع نہ ملے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سب سے پہلے اپنے گمراہ باپ ہی کو راہ راست پر لانے کے درپے ہوئے اسی طرح سرداردوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم دیا گیا وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ط (اپنے قریب ترین اعزہ کو ڈراؤ) حق کی تبلیغ میں پاس مراتب، لحاظ عظمت، کسی بزرگ کی بزرگی یا کسی عزیز کی دلجوئی کا ملحوظ رکھنا ضروری نہیں۔ تبلیغ کے معاملہ میں کسی کے احسان کا کچھ اثر نہیں ہوسکتا اولاد پر والدین سے بڑھکر کس کا احسان ہوگا لیکن ابراہیم علیہ السلام کے تبلیغی معاملہ میں باپ کی ابوت کچھ دخل نہ دے سکی بلکہ سب سے پہلے انھیں کو دین حق کی طرف آنے اور شرک سے باز رہنے کی تلقین کی۔ کبھی حق وصداقت کو قائم رکھنے میں بعض خفیہ تدبیریں بھی کرنی پڑینگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت خانہ میں بتوں کو توڑ کر بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا کہکر اسی اصول پر عمل کیا تھا۔ دعوت حق ایک ایسی چیز ہے کہ

جب اس کو اخلاص اور موثر انداز میں پیش کیا جائیگا تو سخت سے سخت منکر اور جابروں کے سر بھی نیچے ہو کر رہینگے تبلیغ حق کرنے میں کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے اور نہ اس گرما گرم تحریک کو کبھی ٹھنڈا کرنا چاہئے۔ اور اگر کچھ رکاوٹ بھی ہو تو اس طرح کہ ع رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور

دعوت الی الحق کیلئے مضبوط قلب اور جرات لسانی کی سخت ضرورت ہے بازو میں قوت ہونی چاہئے تبلیغی سلسلہ میں کیسی ہی زحمتیں سنگ راہ ہوں مگر اپنی مشن کو برابر سنبھالے رہے اس سلسلہ میں اپنی جان تک قربان کرنے میں بھی دریغ نہ کرے۔ بہت سی سنگلاخ منزلیں طے کرنی پڑیں گی، ہر قسم کے مصائب وآلام سے مقابل ہونا پڑیگا ؎

ترک جان وترک مال وترک سر * در طریق عشق اول منزل است

ہمیشہ داعی الی الحق کو لوگ اس کی ظاہری اور کمزور پوزیشن پر طعنے دیتے جائیں گے اس کی بے حرمتی اور ذلیل کرنے کے درپے رہیں گے جھوٹا اور کذاب کے لفظوں سے یاد کریں گے طرح طرح کی تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں گے مگر ان سب کی بالکل پرواہ نہ کرنی چاہئے بلکہ کام کی دھن ہونی چاہئے۔ تبلیغ کو کسب منصب وحصول جاہ کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے نہ یہ کہ اس کے نام پر اچھے اور بلند درجے حاصل کرنے کی امید کی جائے مال ودولت جمع کرنے کا ارادہ ہوگا تو یہ ارادے تبلیغی سلسلہ میں زہر قاتل کا سا اثر رکھیں گے بلکہ یہ سوچے کہ اس کا معاوضہ دینے والا صرف رب العالمین ہے جو کچھ طلب کرنا ہو بس اسی ایک ذات سے طلب کرے۔ مبلغ کو ہمیشہ لوگ مشتبہ نظروں سے دیکھیں گے مبلغ کو جاہل مفتری اور سخن ساز کہیں گے سلسلہ سعی وتدبیر میں ان باتوں کی وجہ سے سستی نہ آنی چاہئے ہاں مبلغ کو اپنی پوزیشن عام پبلک پر واضح کر دینی چاہئے اب ان باتوں کو اسوۂ انبیا علیہم السلام میں دیکھو اور غور کرو کہ آیا مبلغ کیلئے یہ سب چیزیں ضروری ہیں یا نہیں۔

اسوۂ ابراہیمی: ابراہیم خلیل اللہ کا مقابلہ ایک ایسی سرکش قوم سے ہوا جو ارض عراق کے حاکم کل تسلیم کی جاتی تھی۔ ان کی جلالت کا یہ عالم تھا کہ خود تورات کے پیغمبر بھی ٹکس ادا کرتے تھے اور ان کے شاہی قانون سے تالیف تورات میں ایک حد تک مدد لیا کرتے تھے ان کلدانیوں کو ان کی مدنیت نے نخوت اور تکبر کا مجسمہ بنا رکھا تھا اور واقعہ یہ ہے کہ دولت کی فراوانی اور حکومت کا دبدبہ انسان کو سرکش بنا ہی دیتا ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى۔ یعنی انسان اپنے آپ کو غنی دیکھکر سرکش ہو جاتا ہے۔

لندن کا ایک اخبار لکھتا ہے کہ " ایک معمولی انگریز سپاہی کے خون کے مقابلہ میں تمام ایرانی آبادی کی کچھ وقعت نہیں" کیا یہ احمقانہ ڈینگ اسی دولت وحکومت کا نتیجہ نہیں؟ پس اسی طرح کلدانیوں پر مادی قوتوں کی الوہیت چھا گئی تھی اور وہ خدائے ذوالجلال کو بالکل بھول گئے تھے۔ چنانچہ جس طرح آج کلکتہ بمبئی دہلی برلن وغیرہ میں بڑے بڑے انسانی مجسمے بنا کر رکھے ہوئے ہیں اسی طرح کلدانیوں نے بھی اپنے بزرگوں کے مجسمے نصب کر رکھے تھے اور ان کی پرستش کرتے تھے چونکہ قدرت کو روئے زمین سے اس تاریکی کو مٹانا تھا اور کواکب پرست کلدانیوں پر اپنی توحید کو آشکارا کرنا تھا اسلئے ان میں خداشناس ہستی ابراہیم بن آزر کو بھیجا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو توحید اور سچائی کی